الدر المختار کا مطالعہ ۔ سندھ میں ایک تحقیقی مطالعہ

محمد طاہر عبدالقیوم*

ABSTRACT
A well Known book Durr al-Mukhtār has great importance in Ḥanafī School of thought. This is mainly due to its conciseness and comprehensiveness. This is why most of Ḥanafī Scholars has worked on it by editing the manuscripts and writing scholarly footnotes annotation which numbered more than sixty.
Al durr al-Mukhtār has remained law book in sub-continent. Sindhi scholars have also written commentaries and footnotes on this master piece of the latter Ḥanafī school of thought. This paper attempts to introduce these standard works in detail.

Key Words: در مختار، فقہ، مخطوطات، سندھ، کتب، سندھی، رسائل، طباعت، مطبوعہ، تحقیق

در مختار اور اس کے مؤلف کا مختصر تعارف

امام محمد بن عبداللہ تمرتاشی (م1004ھ) کی کتاب "تنویر الابصار" کی شروحات میں اگر کسی شرح کو اللہ تعالی نے سب سے زیادہ مقبولیت سے نوازا ہے تو وہ امام محمد بن علی حصکفی (1025ھ) کی کتاب "الدر المختار شرح تنویر الابصار" ہے۔ یہ اس کی سب سے عظیم شرح ہے حتی کہ امام محمد امین ابن عابدین شامی (1198-1252ھ) "رد المحتار شرح الدر المختار" میں اس کی مقبولیت کا بارے فرماتے ہیں کہ: یہ ایسی کتاب ہے جو ملکوں میں اڑتے ہوئے اور سورج سے زیادہ دنیا میں مشہور ہوئی، یہاں تک کہ لوگ اس پر ٹوٹ پڑے اور سارے اسی کی طرف چل پڑے اور ایسا کیوں نہ ہو؟! جب کہ وہ مذہب (حنفی) میں سونے کے مثل ہے، اس نے سارے مسائل (اصول و فروع) کو بہترین انداز میں اپنے اندر ایسا سمویا ہے کہ کسی اور کتاب میں ایسا نہیں دیکھا گیا۔

اسی طرح صاحب در مختار نے بذات خود بھی کتاب کی بڑی تعریف کی ہے۔ یہ کتاب ہر دور میں بڑی کثرت

*ریسرچ اسکالر، جامعہ سندھ، جام شورو

سے ہر جگہ شائع ہوتی رہی ہے، اس وقت ہمارے سامنے جو نسخہ موجود ہے وہ دارالکتب العلمیہ، لبنان، بیروت کا ہے۔

صاحب کتاب کا مختصر تعارف

آپ کا نام: محمد بن علی بن محمد بن علی بن عبد الرحمن الاثری علاء الدین حصکفی ہے۔ آپ شام میں فقہ حنفی کے مشہور مفتی تھے۔ آپ کی ولادت دمشق میں سن 1025ھ کو اور وفات 1088ھ کو دمشق ہی میں ہوئی ہے۔

در مختار پر سندھی علما کی شروح و حواشی

ہماری معلومات کے مطابق اب تک "الدر المختار شرح تنویر الأبصار" کی سات (7) شروحات، حواشی اور تعلیقات سندھی علما نے تصنیف کی ہیں، ان میں سے کچھ موجود ہیں تو کچھ مفقود، آیئے! اب ان کی تفصیلات اور تجزیہ ذکر کرتے ہیں:

1۔ حاشیۃ قرۃ الأنظار علی الدر المختار، علامہ ابو الطیب سندھیؒ (م1149ھ)

نام و نسب:

قاضی، علامہ، محدث، فقیہ ابو الطیب محمد بن عبد القادر سندھی حنفی مدنی[1]۔

ولادت:

آپؒ کی ولادت باسعادت سندھ میں ہوئی، لیکن کسی مصنف اور مورخ نے آپؒ کی تاریخ ولادت کا ذکر نہیں کیا۔

بچپن و تحصیل علوم:

آپؒ کا بچپن سندھ میں گذرا، جہاں آپ نے اپنے دَور کے علما سے علمی تحصیل کی، اس کے بعد سن 1120ھ میں آپؒ حرمین تشریف لے گئے، علامہ عبد الرحمن انصاریؒ فرماتے ہیں کہ: آپؒ بچپن ہی میں مدینہ منورہ آگئے تھے[2]۔ اور وہاں پر حج و عمرہ کے احکامات ادا کئے، اس کے بعد مدینہ منورہ تشریف لائے[3]۔

آپ بڑے عالم، محقق اور مدقق فقیہ تھے۔ حرمین کے علما سے استفادہ کیا۔ آپ کا شیخ ابو الحسن سندھی کبیر سے متعدد فقہی مسائل پر اختلاف چلتا رہتا تھا، شیخ محمد عابد سندھیؒ (م1257ھ) نے لکھا ہے کہ: شیخ ابو الحسنؒ حدیث پر

عمل کیا کرتے تھے اور کوئی بات نہیں سنتے تھے جبکہ شیخ ابوالطیب حنفی مسلک کے تھے وہ اور کوئی بات نہیں سنتے تھے، تو بعض اوقات ان میں جب مناظرہ ہو جاتا تھا تو شیخ ابوالحسن سندھیؒ قوی دلائل سے شیخ ابوالطیب کو عاجز کر دیتے تھے[4]۔

اساتذۃ:

آپؒ کے اساتذہ میں سے جن تک رسائی ہوئی ہے وہ یہ ہیں:

1۔ شیخ حسن بن علی العجیمی۔

2۔ محمد سعید کوکنی قرشی نقشبندی

3۔ قاری علامہ شیخ احمد البنا الدمیاطی م1117ھ

علمائے حرمین سے تحصیل علمی مکمل کرنے کے بعد آپؒ آخر عمر تک مدینہ منورہ میں درس و تدریس میں مشغول ہو گئے، آپؒ سے سندھ اور حجاز مقدس میں بہت ساری مخلوق نے استفادہ کیا۔

تلامذۃ:

آپ کے کچھ مشہور تلامذہ یہ ہیں:

1۔ شیخ ابوالخیر بن احمد بن ابوالغیث مغلبای حنفی(1115-1164ھ)[5]

2۔ محی الدین بن احمد بن ابوالغیث مغلبای حنفی(1120-1187ھ)[6]

3۔ شیخ خطیب عبدالرحمن بن عبدالکریم انصاری مدنی(1125-1195ھ)[7]

4۔ محمد آفندی بن علی آفندی بن ابراہیم زھری شروانی(1112-1179ھ)[8]

5۔ عبداللہ بن ابراہیم بری(1083-1175ھ)، انہوں نے اپنے ہاتھ سے اپنے استاد شیخ ابوالطیبؒ کے در مختار پر حاشیے (زیر بحث) کو لکھا تھا۔[9]

6۔(خطیب) یوسف انصاری(1121-1177ھ)[10]

7۔ علامہ عبدالخالق بن زین مزجاجی[11]

8۔ شیخ اسماعیل بن محمد العجلونی1162ھ[12]۔

قرۃالأنظار حاشیہ درالمختار

اس حاشیے کا نام تراجم اعیان المدینہ کے مؤلف نے (نظرۃالأنظار) لکھا ہے[13]۔

ڈاکٹر عبدالقیوم سندھی حفظہ اللہ (پروفیسر دعوۃ فیکلٹی، ام القری یونیورسٹی، مکۃ مکرمۃ) نے اپنی پی ایچ ڈی تھیسز میں اس کا نام (قوۃالأنظار) لکھا ہے[14]۔ لیکن پھر اپنی دوسری کتاب فھرس مخطوطات علماء السند میں (قرۃ) ہی ثابت کیا ہے۔

شیخ سائد بکداش نے بھی اس کا نام قرۃ الأنظار لکھا ہے[15]۔

اس حاشیے کا ایک نسخہ مکتبہ محمودیہ مدینہ منورہ میں دو جلدوں میں موجود ہے۔ پہلی جلد 1131 کے نمبر سے 674 صفحات (337 ورق) پر مشتمل ہے، جبکہ دوسری جلد 1312 کے نمبر سے 704 صفحات (352 ورق) پر مشتمل ہے[16]۔

اس کا دوسرا نسخہ مکتبہ عبداللہ بن عباس (طائف، سعودی عرب) کا ہے، غلاف پر وقف المرحوم محمد بن عبد القادر رحمہ اللہ لکھا ہے۔ طائف کے نسخہ کا عکس راقم کے پاس موجود ہے وللہ الحمد۔

شیخ محمد عابد سندھیؒ اپنی شاہکار فقہ حنفی کی کتاب "طوالع الانوار شرح الدر المختار" میں اس حاشیے سے استفادہ کرکے بار بار حوالے دیتے ہیں، جس سے اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے[17]۔

طائف کے نسخہ کی وصف:

پہلی جلد کی شروعات اس طرح ہے: (بسم الله الرحمن الرحيم وبه نستعين اللهم على ما نورت قلوبنا بنور الإيمان...)۔ آخر اس طرح ہے: (باب الحقوق ، أي حقوقه كطريق...)۔

بلکل آخر میں یہ عبارت ہے: (بلغت مطالعته مع الشرح من أوله إلى هنا وأنا الفقير إلى الله زين العابدين بن الشيخ عمر عفي عنه) غلاف پر شیخ محمد عابد سندھیؒ کی مہر بھی موجود ہے، زین العابدین کی طرف سے لکھا ہے کہ اس نے یہ کتاب شیخ ابراھیم سندھی کے ہاں پڑھی ہے[18]۔

دوسری جلد کی شروعات اس طرح ہے: (السابع: وما يذكر في دعوى العقار...)۔ آخر اس طرح ہے: (الفروض المقدرة في القرآن نوعان ...) خط نسخ ہے، تاریخ نسخ کا ذکر نہیں، نسخہ آخر سے ناقص ہے۔

باقی تصانیف:

آپؒ کی تصانیف میں چھوٹے رسالے تو بہت ہیں، لیکن ان میں سے چند مشہور تصانیف کا ذکر کرتے ہیں:

1. (حیاۃ المہجۃ وایضاح الوجۃ) سنن ترمذی شریف کی شرح۔
1. رسالہ جواب آخر فی مسألۃ حج البدل (حج بدل پر)
2. رسالہ فی ضبط قول النبی ﷺ لسید ناحذیفۃ رضی اللہ عنہ
3. شرح رسالہ رحمۃ اللہ السندی فی وصیۃ الحج البدل وافعالہ
4. النصوص الجلیلۃ القاضیۃ بعدم کراہیۃ من صلی الصبح بسبح اسم ربک الاعلی وھل اتاک حدیث الغاشیۃ وان کے علاوہ بھی شیخؒ کے چھوٹے موٹے رسائل ہیں۔

اولاد:

شیخ عبدالرحمن انصاریؒ فرماتے ہیں کہ:

انہوں نے اپنے پیچھے صرف 2 دو بیٹیاں چھوڑیں، جو بھی انتقال کر گئیں ہیں، جبکہ ان دونوں کی اب دو بیٹیاں اس وقت موجود ہیں[19]۔

وفات:

علامہ عبدالحی الحسنیؒ "معارف العوارف" میں آپؒ کی وفات کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ (900ھ) کے کچھ سال بعد فوت ہوئے، جبکہ یہ بات علامہ لکھنویؒ سے سہو ہے[20]۔ شیخ عبدالرحمن انصاریؒ نے ان کی تاریخ وفات 1145 لکھی ہے[21]۔ اصل میں آپؒ کا انتقال مدینہ منورہ میں سن 1149ھ میں ہوا ہے۔

2۔ شیخ ابوالحسن سندھی (صغیر) 1187ھ

نام ونسب:

شیخ ابوالحسن غلام حسین بن محمد صادق نقشبندی ٹھٹوی سندھی۔ المعروف (ابوالحسن صغیر)[22]۔

ولادت:

آپؒ سندھ کے علمی شہر ٹھٹہ میں سن 1125ھ میں پیدا ہوئے۔

بچپن و تحصیل علوم:

آپؒ کا بچپن سندھ میں گذرا، وہیں ان کی نشو و نما ہوئی، اور اپنے والد ماجد سے علمی تحصیل کی جو کہ شیخ محمد معین ٹھٹویؒ کے شاگرد تھے۔آپ کو "صغیر" اس لئے کہا جاتا ہے تاکہ آپ میں اور ابوالحسن محمد بن عبد الھادی سندھی (کبیر) میں فرق کیا جائے، کیوں کہ دونوں کی کنیت ایک جیسی ہے۔

آپؒ کا شمار بڑے محدثین میں ہوتا ہے۔اپنے شہر ٹھٹہ سے مدینہ منورہ ہجرت کر کے گئے۔مدینۃ منورۃ میں آپؒ نے شیخ محمد حیات چاچڑ سندھیؒ سے اپنا تعلق جوڑ لیا اور آخر عمر تک ان سے علمی تحصیل کرتے رہے۔آپؒ بڑے اچھے ماہر خطاط تھے، ہر سال صحیح بخاری شریف اپنے ہاتھ سے خوبصورت انداز میں لکھ کر بیچتے تھے۔شیخ عبد الرحمن انصاری فرماتے ہیں کہ: وہ ہمارے ساتھی تھے، 1165ھ میں مدینہ منورہ تشریف لے آئے اور مسجد نبوی میں حدیث میں آپ سا کوئی ماہر نہ تھا، ہمیشہ مسجد نبوی میں رہتے تھے، یہاں تک آپ کے اسباق دن رات میں دس(10) تک پہنچتے تھے، اور آپؒ دنیاوی تجارت وغیرہ بھی کرتے تھے یہاں تک کہ آپ کا شمار مدینہ منورہ کے امیروں میں ہو گیا، آپؒ نے کئی شادیاں کیں[23]۔

اساتذہ:

1۔ محمد صادق سندھی (آپ کے والد ماجد)۔

2۔ شیخ محمد حیات سندھی

3۔ شیخ محمد ھاشم

4۔ شیخ نجم الدین عبد المعین سندھی

5۔ شیخ عبد الولی سورتی

تلامذہ:

آپؒ مسجد نبوی میں اپنے استاد شیخ محمد حیات سندھیؒ کی وفات کے بعد ان کی مسند پر بیٹھ کر قال اللہ و قال الرسول ﷺ پڑھانے لگے، آپؒ کے چند شاگرد یہ ہیں:

1۔ سید ابو سعید بن محمد ضیاء الشریف حسنی بریلوی۔

2۔ شیخ امین الدین بن الحمید العلوی الکاکوری۔

3۔ شیخ نعمت اللہ سندھی

اولاد:

شیخ عبد الرحمن انصاری فرماتے ہیں کہ: آپ نے اپنے پیچھے ایک بیٹا احمد چھوڑا، اور یہ احمد نیک صالح ہو کر بڑا ہوا، لیکن شکل اچھی نہیں تھی، جیسے اعضاء ٹوٹے ہوئے ہوں، قد کا چھوٹا، کمزور جسم تھا، اگر دور سے کوئی اس کو دیکھے تو سمجھے گا کہ لاٹھی چل کر آ رہی ہے، جبکہ سمجھداری اور عقلمندی میں اس سا کوئی نہ تھا، خاص طور پر دنیاوی معاملات میں، سمندر کے راستے مصر سے ہوتے ہوئے روم جا رہا تھا تو بحری بیڑے میں انتقال ہو گیا اور سمندر کے بیچ کہیں دفن کیا گیا، اس نے کوئی اولاد نہ چھوڑی[24]۔

حاشیہ سے متعلق

اتنا تو یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ آپؒ نے الدر المختار پر حاشیہ لکھا تھا، لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ آج اس حاشیہ کا نام معلوم ہے اور نہ اس کی موجودگی کا پتہ!

یہ بہت بڑے المیے کی بات ہے، دراصل سندھ کے علما کی بارہویں اور تیرہویں صدی هجری کی علمی کاوشوں کا بڑا چرچا موجود ہے، عرب و عجم کی کوئی کتاب ہو گی جو سندھ کے علما کی تصانیف کے ذکر سے خالی ہو! لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس کے بعد سندھ میں تصنیف و تالیف کی طرف توجہ نہیں دی گئی الا ماشاءاللہ، جس کی وجہ سے ایک تو وہ اس میدان میں پیچھے رہ گئے، لیکن اس سے بڑی اور تکلیف دہ بات یہ ہوئی کہ بڑی عظیم کتابیں مفقود ہو گئیں، ان میں شیخ ابو الحسن سندھی صغیر کا در مختار پر یہ حاشیہ بھی ہے۔ تقریبا ہر مؤرخ نے اس حاشیے کا ذکر کیا ہے:

1۔ شیخ سائد بکداش فرماتے ہیں: علامہ محدث فقیہ شیخ ابو الحسن سندھی صغیر (1187) کا در مختار پر حاشیہ ہے[25]۔

2۔ شیخ محمد عابد سندھیؒ طوالع الانوار کے باب صفۃ الصلاۃ میں ان کے حاشیے سے اقتباس لیتے ہیں[26]۔

3۔ علامۃ قاسمیؒ (المتانۃ) علامۃ جعفر بوبکائیؒ کے حواشی میں التحریر المختار رافعی سے شیخ أبو الحسن سندھی صغیر

کے حاشیے کے اقتباسات دیتے ہیں[27]۔اکابر کی کتابیں پکار پکار کر شیخ ابوالحسن سندھی صغیر کے اس حاشیے کی دہائی دے رہی ہیں، لیکن! کاش! اس میراث کی حفاظت ہوئی ہوتی۔اب بس یہ امید کی جاسکتی ہے کہ شاید اللہ کرے آگے آنے والے محققین کو یہ مخطوط مل جائے۔

باقی تصنیفات:

1. اجازۃ الشیخ أبی الحسن سندی صغیر لتلمیذہ جار اللہ بن عبدالرحیم الھندی۔ غیر مطبوع
2. أربعون حدیثا- غیر مطبوع
3. الافاضۃ المدنیۃ فی الارادۃ الجزئیۃ۔ مطبوع
4. انباء الأنباء فی حیاۃ الأنبیاء۔ مطبوع
5. بھجۃ النظر علی شرح نخبۃ الفکر۔ مطبوع۔

وفات: آپؒ مدینۃ منورۃ میں جمعۃ المبارک کی رات رمضان المبارک کی 25تاریخ سن 1187ھ کوانتقال کر گئے۔

3۔رش الانوار علی الدر المختار، مخدوم عبدالواحد سیوستانی (م1224ھ)

نام ونسب:

مخدوم عبدالواحد بن مخدوم قاضی دین محمد بن مخدوم مفتی عبدالواحد کبیر بن عبدالرحمن بن مولانا محمود سہروردی بن شیخ عیسی ثانی پاٹائی برھانپوری صدیقی[28]۔

ولادت:

آپؒ کی ولادت باسعادت میاں نور محمد کلھوڑہ کے دؤر میں سن 1150ھ بمطابق 1737ع میں سیوہن شریف میں ہوئی[29]۔

بچپن وتحصیل علوم:

آپؒ کے والد مخدوم دین محمد صدیقی نے پاٹ چھوڑ کر سیوہن میں سکونت اختیار کی اور وہیں شادی کی، جہاں ان کے دو بیٹے مخدوم عبدالواحد اور محمد حسن پیدا ہوئے، صوفی بزرگ حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی کے گہرے

دوست دو تھے، ایک: مخدوم محمد معین ٹھٹوی اور دوسرے: مخدوم دین محمد سیوھانی۔ اس دور کے حاکم سندھ میاں نور محمد کلہوڑا کو ان پر بہت بھروسا تھا، ان کی طرف سے قضاء کے منصب پر فائز تھے اور وزیر مذہبی امور تھے۔ شاہ عبد اللطیف بھٹائی جب بھی سیوہن جاتے تھے تو مخدوم دین محمد کے ہاں رہتے تھے۔ آپؒ کے دادا مخدوم عبد الواحد کبیر سلطان اورنگزیب کے دوٗر میں سیوہن کے مفتی تھے۔ آپؒ کے خاندان کا سلسلہ نسب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔

یہ وہ زمانہ تھا جب سیوہن علما و فضلا کا مرکز تھا، بالخصوص مخدوم صاحب کا خاندان مکمل طور پر علم و عمل سے معمور تھا۔ ابتداء میں اپنے والد صاحب کی نگرانی میں ان کی تربیت ہوتی رہی، آگے چل کر ٹالپروں کی طرف سے ایک خاص علاقے کے مفتی کے منصب پر فائز کیے گئے۔

آپؒ کو فقہ حنفی میں مہارت حاصل تھی، صدہا مسائل فقہ حنفی کی کتابیں سامنے رکھ کر اپنے اجتھاد سے حل کر لیا کرتے تھے، ان کے بے شمار فتاوی کو ان کے شاگرد مولوی محمد افضل جمع کرتے رہے، جو تین جلدوں پر ہے اور اس مجموعہ کا نام "جمع المسائل علی حسب النوازل" ہے۔ جو آج کل بیاض واحدی کے نام سے مشہور ہے، بیاض واحدی اب سندھی ادبی بورڈ کی طرف سے دو خوبصورت جلدوں میں چھپ کر آچکی ہے، اور اس کا سندھی ترجمہ بھی آچکا ہے۔ آپ کی فقاہت کی وجہ سے آپ کو "نعمان ثانی" کہا جاتا ہے۔ آپ کے دادا مخدوم عبد الواحد کبیر کی وجہ سے محمد احسان بھی کہا جاتا ہے۔ آپؒ کی ظاہری علوم کے ساتھ باطنی علوم سے بھی بڑی چاہت تھی۔

اساتذہ:

1۔ مخدوم دین محمد (آپؒ کے والد)

2۔ حضرت خواجہ صفی اللہ مجددی (1212ھ)

تلامذہ:

1۔ محمد حسین سیوستانی

2۔ اخوند رازق ڈنو

3۔ میاں محمد امین خیر پوری

4۔ خلیفہ عبدالحکیم سیوستانی

5۔ مولانا محمد افضل

رش الانوار

علامہ غلام مصطفی قاسمیؒ (ڈائریکٹر شاہ ولی اللہ اکیڈمی، حیدر آباد) "المتانۃ" کے حاشیے پر بار بار رش الانوار سے اقتباسات لیتے نظر آتے ہیں، آپؒ المتانۃ فی المرمۃ عن الخزانۃ کے مقدمے میں فرماتے ہیں: حواشی میں جو تعلیقات ہیں ان میں، میں نے اکثر سندھی علما کی تعلیقات سے استفادہ کیا ہے، ہاں اگر اس موقع پر کسی سندھی عالم کی تحریر نہیں ملی تو پھر دوسروں سے بھی استفادہ کیا ہے۔۔۔ میں نے اس کتاب کے حاشیے میں مناسب جگہوں پر ان کو لگادیا ہے، ان میں سے در مختار کا ایک قلمی نسخہ ہے جس پر حاشیہ رش الانوار کے اقتباسات لگے ہوئے ہیں، جو کہ نعمان ثانی مخدوم عبد الواحد سیوستانی کی تصنیف ہے، جس کو میں نے صاحب رش الانوار کے خاندان میں سے قاضی محمد مراد سندھی کے کتب خانے سے حاصل کیا[30]۔ بیاض واحدی کے شروع میں بھی اس کا ذکر ملتا ہے[31]۔ مخدوم فضل اللہ پاٹائیؒ (1290ھ) اپنے فتاوی میں بار بار رش الانوار سے اقتباسات لے آتے ہیں، ایک جگہ فرماتے ہیں: (وفي رش الأنوار حاشية الدر المختار لجدنا السيوستاني النعماني الثاني رحمه ربه أن علم القلب عطف على الفقه...)[32]۔

اس حاشیے کے متعلق اپنے اکابرین سے بہت سنا تھا، خواہش تھی کہ اس کو حاصل کیا جائے، نیز ہماری یہ تحقیق بھی اس بات کا تقاضا کر رہی تھی کہ حاشیے کو ڈھونڈا جائے، اور نہیں تو کم از کم اس کی وصف ہی مل جائے، اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے سندھ کی چھوٹی بڑی لائبریریز کو چھانتا رہا[33]۔

بالآخر "الرحیم" مشاہیر نمبر (شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدر آباد) میں اس کے بارے میں کچھ احوال ملا[34]۔ تقریبا وہی احوال مقالات قاسمی میں بھی پڑھ چکا تھا[35]۔

بالآخر حضرت علامہ مفتی عبدالوہاب چاچڑ مدظلہ (روہڑی) کے پاس رش الانوار کا ایک ناقص نسخہ مل گیا، اور الحمدللہ حضرت نے بڑی سخاوت کرتے ہوئے اس ناقص نسخے کی ایک کاپی کرنے کی اجازت دے دی، جس کی تفصیل یہ ہے:

نسخہ ناقص ہے، یعنی کتاب الطہارۃ سے کتاب النکاح کے باب الرضاع تک ہے۔شروعات اس طرح ہے:(بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله الأحد القديم الصمد الدائم ... أما بعد: فيقول العبد الفقير مخدوم عبد الواحد بن مخدوم دين محمد سيوستاني فلما كان الدر المختار شرح تنوير الأبصار معدن الفقه ... وسميتها برش الأنوار على الدر المختار وعلى ملهم الصواب أعتمد وأتوكل)آخر اس طرح ہے:(تزوج نفسها منه أي في الحكم فيما بينهما وبين الله تعالى ... أي لأن الحكم لم يتصل بهذه الشهادة)۔

خط نستعلیق ہے اور ٹوٹل اوراق کی تعداد 152 ہے یعنی کہ 304 صفحات ہیں۔ہر صفحے پر 23 سطر ہیں اور ہر سطر میں اوسط 20 لفظ ہیں۔مخطوط کا سائز 11.5؍19 ہے۔

ابواب جو اس نسخے میں شامل ہیں:

کتاب الطہارۃ۔کتاب الصلاۃ۔کتاب الزکاۃ۔کتاب الصوم۔کتاب الحج۔کتاب النکاح۔

غلاف پر مالکہ فقیر حکیم محمد مراد صدیقی لکھا ہے۔

اور کتاب کے نام کے ساتھ لکھا ہے: مصنف کی کتاب لکھنے سے فراغت 1217ھ کو ہوئی۔غلام رسول۔

باقی تصانیف:

1۔بیاض واحدی(تحریر المسائل علی حسب النوازل)۔مطبوع

2۔حاشیہ الاشباہ والنظائر۔

3۔کشف الکامن فی علم الباطن۔مطبوع

4۔تھدید الغافر فی تعذیب الکافر۔مطبوع

5۔تیسیر القدیر فی اضحیۃ الفقیر۔مطبوع۔

اولاد:

آپ ؒ کو نرینہ اولاد نہ تھی، صرف تین بیٹیاں تھیں۔جو سب کی سب علوم متداولہ فقہ، حدیث میں بڑی عالمہ اور فاضلہ تھیں۔پاٹ اور سیوہن کے مخدوم آپ کے بھائی محمد حسن کی اولاد ہیں۔

وفات:

مخدوم صاحب کے 74 سال کی عمر میں ایک بڑی گانٹھ پیدا ہو گئی تھی اور اسی کی جراحی کے نتیجے میں ان کی وفات ہوئی۔ رحلت کا واقعہ 14 رمضان 1224ھ میں ہوا۔ یاد رہے کہ سیوستانی رح پر مادر علمی سندہ یونیورسٹی جامشورو اور ہمدرد یونیورسٹی کراچی میں سندہی، اردو اور عربی زبانوں میں پی ایچ ڈیز ہو چکی ہیں۔

4۔البحر الزخار، حمزۃ بن ابراہیم سندھی

نام ونسب:

شیخ حمزۃ بن شیخ ابراہیم بن شیخ فیض اللہ سندھی[36]۔

ولادت:

آپؒ مدینۃ منورۃ میں پیدا ہوئے، آپ کی تاریخ ولادت کے بارے میں کسی نے نہیں لکھا، لیکن (تراجم أعیان المدینۃ المنورۃ) میں لکھا ہے کہ یہ عالم (شیخ حمزۃ) آج (یعنی 1251ھ) میں یہاں مدینۃ میں موجود ہیں۔

کتاب کے محقق ڈ/ محمد التونجی فرماتے ہیں کہ: اس کتاب میں جو سب سے آخری ترجمہ آیا ہے وہ سن 1251ھ کا ہے، اس کا مطلب ہے کہ مصنف سن 1251ھ کے بعد تک زندہ رہے ہیں۔

اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ شیخ حمزۃ تیرہویں صدی هجری کے عالم ہیں اور اس سے ان کی ولادت کا بھی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ سن 1200ھ یا اس کے کچھ سال بعد پیدا ہوئے ہونگے[37]۔

بچپن وتحصیل علوم:

تراجم اعیان المدینۃ المنورۃ میں ہے کہ: آپ کے والد شیخ ابراہیم سن 1140ھ میں اپنے والد (شیخ فیض اللہ) کے ساتھ مدینۃ منورۃ تشریف لے آئے تھے، اور آپ (شیخ ابراہیم) جامع المعقول والمنقول اور سید المحققین والمدققین اور محرر الفروع والاصول تھے، جنہوں نے اپنے والد (شیخ فیض اللہ) سے بھی علمی تحصیل کی تھی، اور آپؒ کے دادا شیخ فیض اللہ بھی بڑے عالم، فاضل، فقیہ تھے۔ آپؒ کے دادا شیخ فیض اللہ سندھی مدینۃ منورۃ میں 17 رجب سن 1208ھ کو فوت ہوئے[38]۔ اور آپ کے والد شیخ ابراہیم بھی مدینۃ منورۃ ہی میں سن 1192ھ میں فوت ہوئے[39]۔

آپؒ کی مدینۃ منورۃ ہی میں نشو نما ہوئی، اور وہیں علمی تحصیل کی، اور اپنے دور کے بڑے عالم فاضل بن کر ابھرے۔ آپؒ فقہ حنفی کے بڑے عالم، فقیہ، فاضل اور منطق کے صف اول کے ماہر تھے۔

اساتذہ:

1۔ شیخ ابراہیم فیض اللہ (آپ کے والد)

2۔ شیخ علی افندی شروانی

3۔ شیخ مصطفی رحمتی (صاحب حاشیۃ الرحمتی علی الدر المختار)

4۔ شیخ عثمان الحصری

5۔ شیخ عمر شحاتۃ

تلامذہ: آپؒ کے تلامذہ کے بارے میں معلومات نہیں مل سکیں۔

البحر الزخار

سندھ کے اکثر کتب خانوں میں اس کتاب کو چھانا اور محققین کے مراجع سے بھی رجوع کیا لیکن کچھ پتہ نہ چل سکا، بالآخر مسلسل تحقیق کرتے ہوئے کتاب (فہرس آل البیت) سے معلوم ہوا کہ اس کتاب کا ایک نسخہ ترکی میں موجود ہے، اور اس کی دو جلدیں ہیں۔ اور اس میں البحر الزخار کو در مختار کی شروح میں شمار کیا گیا ہے۔

جلد اول=(4220)ف۔م۔ع۔ طوبقبو، سرای، استانبول 610/2۔

جلد دوم=(4221)ف۔م۔ع۔ طوبقبو، سرای، استانبول 611/2۔

استنبول کے کتب خانہ توپ کاپی میں اس مخطوط کی دو جلدیں موجود ہیں[40]۔ مزید تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ اس مخطوط کا ایک دوسرا نسخہ بھی ہے اور وہ دار الکتب القاہرۃ، مصر کے کتب خانے میں موجود ہے، دار الکتب القاہرۃ، (45 مجامیع)ف۔ دار الکتب 440/1[41]۔

تراجم اعیان المدینۃ میں فرماتے ہیں کہ: آج کل یہ عالم (شیخ حمزۃ) الدر المختار پر حاشیۃ لکھ رہے ہیں، لیکن حاشیۃ سے زیادہ در مختار کی مکمل شرح لگ رہی ہے، اور آج کل (باب شروط الصلاۃ) تک پہنچے ہیں، اور اگر وہ اس کو مکمل

کرتے ہیں تو ان کے لکھنے کے انداز سے پتا چل رہا ہے کہ یہ کتاب کئی جلدوں میں آئیگی[42]۔ ھدیۃ العارفین میں بھی کتاب شرح الدر المختار کو ان کی تصانیف میں شمار کیا ہے۔

باقی تصانیف:

2۔ شرح الاظہار للبرکوی[43]

وفات:

ھدیۃ العارفین میں ان کی تاریخ وفات 1212ھ بتائی گئی ہے جو کہ غلط ہے، کیونکہ اوپر ہم ثابت کر چکے ہیں کہ مصنفؒ سن 1251ھ تک موجود تھے تو سن 1212ھ کو کیسے فوت ہو سکتے ہیں!

5۔ طوالع الأنوار شرح الدر المختار، شیخ محمد عابد سندھی (1257ھ)

نام و نسب:

شیخ محمد عابد سندھیؒ (1190-1257ھ) کا نام اور ان کا نسب نامہ اس طرح ہے:

ابو عبداللہ محمد عابد بن احمد علی بن محمد مراد بن حافظ محمد یعقوب الانصاری المدنی السندھی[44]۔

آپؒ 21 واسطوں سے سیدنا حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے جا کر ملتے ہیں۔

ولادت

آپؒ کی ولادت باسعادت ایک بہت بڑے دیندار اور علمی گھرانے اور برِ صغیر کے مشہور صوفی بزرگ حضرت (محمد عثمان مروندی) لعل شہباز قلندرؒ کے شہر سیہون شریف میں سن 1190ھ کے حدود میں ہوئی[45]۔

بچپن اور علوم کی تحصیل

آپؒ کا گھرانہ سندھ میں دینی اور علمی حوالے سے بہت معروف و مشہور تھا۔ ان کے والد شیخ احمد علیؒ (م 1202ھ) بہت بڑے عالم تھے[46]، اور دادا شیخ محمد مراد انصاریؒ (م 1198ھ) مخدوم محمد ہاشم ٹھٹویؒ کے قابل قدر تلمیذ اور سندھ میں شیخ الاسلام کے نام سے مشہور تھے، آپ سندھ کے بڑے مقرر اور خطیب تھے[47]۔ اور آپ کے چچا شیخ محمد حسین انصاریؒ (م 1211ھ) علمی حوالے سے مرجع الخلائق تھے۔ ایسی ہی شخصیات کے سایۂ شفقت

میں شیخ محمد عابد سندھیؒ نے پرورش پائی[48]۔ بچپن میں ہی اپنے والد شیخ احمد علی، دادا شیخ الاسلام محمد مراد انصاری اور چچا محمد حسین اور پورے خاندان کے ساتھ سفر حجاز مقدس پر روانہ ہوئے، مکۃالمکرمۃ اور مدینۃالمنورۃ کے احکامات پورے کرنے کے بعد وہ جدہ میں مستقل رہائش پذیر ہوئے، جہاں پر حجاز مقدس کے والی، محمد علی پاشا کے وزیر، ریحانؒ نے ان کے علمی مقام کو دیکھتے ہوئے ان کے لئے ایک مسجد اور ایک بڑا رِباط (سرائے، مسافر خانہ) اور ایک گھر بنوایا، جہاں شیخ نے ایک عظیم کتب خانہ بنوایا۔ اس سرای کو شیخ الِاسلام نے عوام کے لئے وقف کر دیا۔ شیخ محمد عابد سندھیؒ اپنے والد، چچا اور دادا سے بچپن ہی سے علمی تحصیل کرتے رہے یہاں تک کہ ان کے والد اور دادا کا وہیں جدہ میں انتقال ہوا، تو اس کے بعد اپنے چچا کے ساتھ یمن کا سفر اختیار کیا اور یہاں شیخؒ نے پورے 30 سال کا طویل قیام فرمایا[49]۔

اساتذہ

یوں تو شیخؒ نے کافی علما کرام سے استفادہ کیا، ان کو تحصیلِ علم سے کوئی بات روک نہ سکی، مختصر طور پر ان کے کچھ اساتذہ کرام کا تذکرہ کرتے ہیں:

1۔ شیخ محمد حسین بن محمد مراد الانصاری السندھیؒ (آپ کے چچا) م 1203ھ۔

2 شیخ ابوالعباس احمد بن ادریس الحسنیؒ (1172-1253ھ)۔

3۔ شیخ محمد زمان (دوم) بن محبوب الصمد بن محمد زمان (اول) سندھیؒ م 1247ھ۔

4۔ شیخ حسین بن علی المغربیؒ (مفتی المالکیۃ بمکۃ المکرمۃ) م 1228ھ۔

5۔ محمد بن علی الشوکانی (م 1250ھ)

تلامذہ

یمن میں رہتے ہوئے شیخ محمد عابدؒ نے یمن کے کافی شہروں اور قصبوں میں پڑھایا، اس کے علاوہ آپؒ مدینۂ منورہ کے علما کے رئیس تھے، نیز آپ مسجد نبوی کے اہم اساتذہ میں سے تھے، جن سے عوام اور طلباء کا جم غفیر استفادہ کیا کرتا تھا، آپؒ مسجد نبوی کے شیخ الحدیث تھے، بسا اوقات تو صحاح ستہ بغرض اجازت محض چھ ماہ میں مکمل کرواتے تھے، آپؒ حدیث شریف میں اپنی عالی سند پر اس طرح فخر فرمایا کرتے تھے: (میری طرح بننے کی کوشش کرنی چاہیے

کیونکہ میرے اور بخاری کے درمیان صرف نو واسطے ہیں)۔آپؒ کے طلباء کی صحیح تعداد معلوم کرنا مشکل ہے،اس کے باوجود آپؒ کے کچھ مشہور طلباء کے نام لکھتے ہیں:

1۔ شیخ ابراھیم بن محمد سعید المکی الحنفیؒ(1204- 1290ھ)۔

2۔ شیخ جمال بن عبداللہ بن عمر المکیؒ۔ مفتی الحنفیۃ بمکۃ المکرمۃ۔1284ھ۔

3۔ شیخ لطف اللہ بن احمد بن لطف اللہ بن احمد الصنعائیؒ۔1243ھ۔

4۔ شیخ ابو محمد علی ارتضی علی خان بن شیخ احمد مجتبی الھندیؒ۔1270ھ۔

5۔ شیخ عبدالرحمن وجیہ الدین بن شیخ محمد حسینؒ(شیخ کا چچازاد بھائی)وغیرہ۔

طوالع الأنوار شرح الدر المختار

یہ کتاب فقہِ حنفی کی شاہکار کتاب ہے،اور مصنفؒ کی سب سے آخری تصنیف ہے،اس لئے اس کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے۔ یہ کتاب آج تک دنیا کے سامنے اپنی 16 ضخیم جلدوں میں مخطوط کی شکل میں موجود ہے۔مادرِ علمی سندھ یونیورسٹی جامشورو نے اس پر تحقیق کا کام شروع کرایا ہے اور تکمیل کے بعد اسے چھپانے کا ارادہ رکھتی ہے۔اس کے کچھ ابواب پر تحقیق کر کے کچھ احباب نے سندھ یونیورسٹی جامشورو سے پی ایچ ڈیز کی ڈگریاں بھی حاصل کی ہیں،اور کچھ ابھی(بشمول راقم الحروف وللہ الحمد) تحقیق کر رہے ہیں جو کہ اپنی جگہ پر بہت ہی عمدہ کام ہے اور اس کو جاری رکھنا بھی چاہئے،اب تک باب الطہارۃ سے بابِ الامامہ تک کام ہو چکا ہے۔

طوالع الانوار مخطوط کے دو نسخے الحمدللہ ہمارے پاس عکس کی شکل میں موجود ہیں۔

ایک ازہری نسخہ ہے اور یہ مکتبۂ ازہر شریف مصر کا ہے، یہ 16 جلدوں پر مشتمل ہے،اس کے تقریبا9522 اوراق ہیں! یعنی اس کے دگنے عدد کے صفحات،اور ہر صفحہ پر 23 سطریں ہیں،اس کی چار لوگوں نے 1293ھ سے 1296ھ تک کتابت کی ہے اور وہ یہ ہیں: 1- علی بن علی بن حسن الشرقاوی۔2۔ مصطفی اُبو سنہ– 3 –یوسف زیادہ البغدادی۔4۔ عبدہ یوسف زیادہ۔

دوسرا نسخہ مکی ہے،اور اس کی صرف شروع کی ۲ جلدیں موجود ہیں،اس کو نسخۂ مکتبۃ المولد الشریف بھی کہا

جاتاہے، جو کہ مکتبۂ مکۃ المکرمۃ کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے پہلے نسخے کے 484 اوراق ہیں اور دوسرے کے 487 اوراق ہیں، اس کے بھی ہر صفحہ پر 23 سطریں ہیں۔ خط واضح ہے، اس پر کوئی مقدمہ نہیں، اور کتاب الطہارہ سے ہی شروعات ہوتی ہے۔ اور ویسا ہی ازہری نسخہ کا حال ہے۔ مکی نسخے کے ناسخ کا نام یا تاریخِ نسخ کا ذکر نہیں۔ ازہری نسخے کا خط فارسی ہے، اور مکی کا خطِ رقعہ ہے، جو خوبصورت خط ہے۔

ان کے علاوہ دو (۲) اور نسخوں کی اطلاع ملی ہے ان میں ایک (لیڈن- ھالینڈ) کا نسخہ ہے، اور دوسرا ترکی کا نسخہ ہے۔ ترکی کے نسخے کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ مؤلف شیخ محمد عابد سندھی کے اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا ہے اس نسخے کے پہلے چند صفحات کی راقم نے زیارت کی ہے، باقی دونوں نسخوں کو تفصیلا دیکھنے اور ان شاءاللہ ان کے عکس حاصل کرنے کے بعد ان پر تفصیل سے بات ہو سکے گی۔

یہ کتاب فقہ حنفی کی مشہور و مستند کتاب در مختار کی مکمل، مفصل، اور مدقق شرح ہے، جس میں مصنف ؒ کسی مسئلہ کا ذکر کرنے کے بعد پہلے قرآن مجید، پھر احادیث مبارکہ اور پھر کتبِ فقہ سے استدلال کرنے کے بعد بقیہ فقہی مسالک سے مقارنہ کرنے کا عظیم کام بھی سرانجام دیتے ہیں۔ اس کتاب میں ایسے مصادر کا ذکر بھی ہے جو آجکل مفقود ہیں۔

مسند الحجاز میں ڈاکٹر عبدالقیوم سندھی حفظہ اللہ لکھتے ہیں: میں نے اپنے استاذ شیخ فاضل علامہ عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ سے سنا، انہوں نے فرمایا کہ: (اس کتاب کے ہوتے ہوئے کسی فقیہ کو حاشیۂ ابن عابدین کی ضرورت نہیں پڑ سکتی)![50]

ہم نے خود حضرت علامہ ڈاکٹر محمد ادریس سومرو۔ کنڈیاروی۔ سے سنا ہے کہ علامہ غلام مصطفی قاسمیؒ (سابق ڈائریکٹر شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدرآباد، سندھ) ایک صدری روایت فرمایا کرتے تھے کہ: ابن عابدین شامیؒ- صاحب رد المحتار-نے جب طوالع الأنوار کو دیکھا تو فرمانے لگے کہ: کاش میں اس کو پہلے دیکھ لیتا تو رد المحتار نہ لکھتا!۔ اسی طرح بہت سے علمائے کرام نے اس کی بڑی تعریف لکھی ہے، جس کی تفصیل ہم یہاں ذکر نہیں کر سکتے[51]۔

باقی تصانیف

شیخؒ کی علوم قرآن، حدیث، صرف، نحو، طب وغیرہ میں اب تک ہمارے سامنے تقریباً چونتیس(34) کتابیں سامنے آئیں جن میں سے کچھ یہ ہیں:

1. الأبحاث فی المسائل الثلاث۔
2. إلزام عساکر الِاسلام بالا قتصار علی القلنسوۃ طاعۃ للإمام۔
3. تحریر فی عدم جواز الجمع بین الصلاتین فی السفر إلا الجمع الصوری والعرفاتی والمزدلفی۔
4. تعیین/ تغییر الراغب فی تجدید الوقف الخارب۔
5. الحظ الأوفر لمن أطاق الصوم فی السفر۔ وغیرہ

6۔ فوح الازھار، مولانا ہدایت اللہ ہالائی

نام ونسب:

مولانا ہدایت اللہ بن محمد حسن ہالائی

ولادت، بچپن اور تلامذہ:

ان سب کے بارے میں کوئی معلومات نہیں مل سکی، لیکن اتنے شواہد ملے ہیں کہ وہ ہالا کے رہنے والے تھے۔

اساتذۃ:

مولانا محمد ملوک

فوح الأزھار

فوح الأزھار کے بارے میں شروع میں زیادہ معلومات نہ مل سکی تھی، البتہ یہ یقین سے کہا جا سکتا تھا کہ اس نام سے کتاب لکی گئی تھی جس کے شواہد ایک سے زیادہ ہیں، مخدوم سلیم اللہ صدیقی صاحب خزینۃ المخطوطات میں رقمطراز ہیں:

فہرست مخطوطات مولوی ہدایت اللہ ہالائی

فوح الازھار علی الدر المختار شرح تنویر الابصار—تصنیف ہالائی (قلمی) جلد اول اور جلد دوم[52]۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا ھدایت اللہ ہالائی کے نام سے سندھی عالم نے در مختار پر شرح لکھی تھی جس کا نام فوح الأزھار تھا۔

اس کے بعد وقتاً فوقتاً ہماری جستجو جاری رہی یہاں تک کہ سندھ کے حوالے سے لکھی گئی ایک پرانی کتاب سے نایاب اور قیمتی معلومات مل گئی، جس کی عرصے سے تلاش تھی۔

ہوا یوں کہ مرجع محققین حضرت مفتی ڈاکٹر محمد ادریس سومرہ کے ہاں۔ قاسمیہ لائبریری کنڈیارہ۔ میں ایک دفعہ کتاب گردی کرتے ہوئے سندھ کی ایک پرانی کتاب (سندھ کے دینی ادب کا کیٹلاگ) کو دیکھا تو اس کے مخطوطات کے حصے میں ص 10 پر علامہ غلام مصطفی قاسمیؒ کی مخطوطات میں اللہ تعالی کے فضل و کرم سے اس کا ذکر مل گیا، اور وہ یوں ہے:

نمبر: 29۔ مخطوط کا نام: فوح الأزھار۔ مؤلف: مولانا ھدایت اللہ ھالائی۔ فن: فقہ۔ زبان: عربی۔ خط: نستعلیق۔ تألیف کا سن: تخمیناً 1320ھ

سائیز اوراق: فل اسکیپ۔ کیفیت: مولانا ہدایت اللہ ہالائی سندھی، عربی اور فارسی کے بڑے شاعر تھے، شاہ عبد اللطیف بھٹائی کا رسالہ فارسی میں نظم کیا۔ یہ ان کی الدر المختار للحصکفی کی کتاب پر تعلیقات ہیں، جو انہوں نے مولانا محمد ملوک کے پاس الدر المختار پڑھتے ہوئے تألیف کی تھیں[53]۔

الحمد للہ ابتدائی طور پر یہ معلومات حوصلہ افزا تھیں۔ کافی کتب کو چھاننے اور محققین سے رجوع کرنے کے باوجود مؤلفؒ کے بارے میں مزید کچھ معلوم نہ ہو سکا، لیکن ایک گوہر نایاب معلومات مولانا ڈاکٹر محمد ادریس سومرو حفظہ اللہ سے یہ ملی کہ انہوں نے فوح الأزھار علامہ غلام مصطفی قاسمیؒ کے ذاتی کمرے میں دیکھی ہے۔ بس پھر ہمت کر کے محترم نظیر احمد قاسمی (فرزند ارجمند حضرت غلام مصطفی قاسمی) سے فون پر اس کتاب کے حوالے سے بات ہوئی، جنہوں نے ایسی کتاب ان کے پاس موجود ہونے کی تصدیق کی، پھر حیدر آباد کا سفر اختیار کر کے اس قیمتی خزانے

کے حصول کے لئے نکل پڑا، کتاب چوں کہ مخطوط اور انتہائی زبون حال میں تھی اس لئے اس کی فوٹو کاپی عکس حاصل تو نہ کر سکا، البتہ قراء حضرات کے سامنے اس کی وصف پیش خدمت ہے:

کاتب کا نام اور سن کتابت کا ذکر نہیں، زبان: عربی، فن: فقہ، خط: نستعلیق، تقطیع: 3221، ورق: 115۔ ہر صفحے پر اوسط 31 سطر۔ پہلے صفحے پر کتاب کی فہرست اس طرح سے شروع ہے: فہرست الجزء الاول من التعلیق المسمی بفوح الازہار علی الدر المختار شرح تنویر الابصار۔ پہلی جلد کی شروعات ہی کتاب البیوع سے شروع ہوتی ہے اور کتاب پر واضح لفظوں میں لکھا ہے کہ یہ پہلی جلد ہے، اس سے ایک تو یقینی بات یہ کہی جاسکتی ہے کہ اس کی دوسری جلد بھی ضرور ہوگی، لیکن جو غیر یقینی بات سامنی آتی ہے وہ یہ ہے کہ آیا دوسری جلد بھی کتاب المعاملات کا ہی تسلسل ہوگی یا پھر وہ عبادات پر مشتمل ہوگی۔ کتاب کی شروعات: (بسم الله الرحمن الرحيم إن أبهر أقمار التعريفات طلعت من مطالع سمت شكر اللسان... أما بعد: فيقول العبد العاصي المذنب راجي رحمة الله المدعو بهدايت الله بن محمد حسن الهالائي إن هذا شرح...).

آخر اس طرح ہے: (والمبسوط والهندية والخانية والخلاصة والبزازية وغيرها فتدبر وقد نظمت ذلك فاحفظه وهو هذا:

فما يمنع رجوع النقص اسمع — هو للأشياء اسمع ثم اقنع
تمكثه على رد المبيع — فلا يرجع بامساك المنيع
وإن قد امتنع من قبله لا — ولو من غيره يرجع فهذا
كذا وصل العوض من ذي الوف — كذا ظهر الرضا بعد الوقوف
ولو قبض العلم ينظر بصدق — فإن خرج السلع لا دون عتق
كذا لو أسقط التخيير يحكم — كما لو أبرأ الشاري فيكرم

اس کے بعد منظوم کے تقریباً پندرہ (15) ابیات ہیں جو مدہم پڑ گئے ہیں۔

باقی تصانیف:

1۔ ترجمہ فارسی رسالہ شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ

تاریخ وفات: تخمیناً 1320 ھ

7۔ حل المشکلات حاشیۃ علی الدر المختار، مخدوم عبدالکریم متعلوی رح (م1265ھ)[54]

نام و نسب:

علامۃ، فقیہ، مخدوم عبدالکریم بن مخدوم عثمان بن عبداللہ عرف لارو بن یعقوب مٹیاروی۔

ولادت: 1200ھ مٹیاری، سندھ۔

بچپن و تحصیل علوم:

مخدوم عبد الکریم کی پرورش ایک دیندار اور عالم گھرانے میں ہوئی، آپ کے والد مخدوم عثمان بارہویں صدی ہجری کے آخر اور تیرہویں صدی کے شروع کے ایک جید عالم دین تھے، علم حدیث کی بڑی خدمت کی، 296 ابواب پر مشتمل مشکاۃ شریف سے احادیث منتخب کر کے ان کی شرح بنام "بیان معانی احادیث منتخبۃ از مشکاۃ المصابیح" ہفتہ 29 ذی الحجۃ 1200ھ میں مکمل کی۔ پیر 23 شوال سن 1217ھ میں اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا صحیح بخاری شریف کا نصف سے زیادہ متن موجود ہے، جس کے حاشیے پر مخدوم محمد اکرم نصرپوری کی شرح نقل کی ہے۔ مخدوم عثمان نے شمائل ترمذی کا فارسی ترجمہ کیا۔ درس وتدریس اور تالیف و تصنیف ان کے فتاوی سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے وقت کے وسع النظر محقق، روشن خیال عالم تھے۔ علامہ مخدوم عبد الکریم کی تعلیم و تربیت ایسی ہستی کے سایہ شفقت میں ہوئی اور جمعہ 20 ذوالحج سن 1219ھ کو جب مخدوم عثمان کی وفات ہوئی تو آپ کے بیٹے مخدوم عبد الکریم ہی آپ کے جانشین مقرر ہوئے۔ حضرت علامۃ غلام مصطفی قاسمی رح نے مخدوم عبدالکریم مٹیاروی رح کو سندھ کا آخری محدث لکھا ہے۔

اساتذہ:

1۔ مخدوم عثمان مٹیاروی (آپ کے والد ماجد) فی الحال ان کے علاوہ کسی دوسرے استاد کا پتہ نہیں چل سکا۔

تلامذۃ:

1۔ میاں محمد یوسف کنیاروی (1277ھ)

2۔حافظ عبدالباقی ٹیاروی

3۔ قاضی عبدالرحیم ٹھٹوی۔

4۔سید علی محمد شاہ دائرائی(1287ھ)

5۔مولانا محمد عیسی سانڈٹھاروشاہی نوشہروی(علامہ شوکانی رح کے شاگرد)

مکۃ مکرمۃ کی طرف ہجرت:

جب محرم1259ھ میں سندھ پر انگریزوں نے غاصبانہ قبضہ کیاتو یہ محب وطن اور خوددار عالم دین نے غلامی میں رہنا گوارانہ کیااور بڑھاپے کی وجہ سے جہاد کی طاقت بھی نہ رکھنے کے باعث فوراہجرت کر کے مکۃ مکرمۃ چلے گئے، ہجرت میں آپ کے اہل وعیال کے ساتھ آپ کے شاگردرشید مولانا محمد عیسی بھی تھے۔یہ وہی محمد عیسی ہیں جو مخدوم عبدالکریم کی جب مکہ مکرمہ میں وفات ہوئی توان کے اہل وعیال مولانا محمد عیسی کے ساتھ ٹیاری واپس آئے تھے،اور انھی مولانا محمد عیسی کابیٹامولانافیض الکریم اپنے رسالے تحقیق الخلافۃ سے مشہور ہوئے۔

حل المشکلات حاشیۃ علی الدرالمختار

سن 1219ھ سے لے کر سن 1259ھ کے 40 سالوں کے دوران مخدوم عبدالکریم سندھ کے چند محققین اور رہبر علما میں سے تھے،(حل المشکلات علی الدرالمختار)کے نام سے درمختار کتاب پر حاشیۃ لکھا،لیکن افسوس کہ اس حاشیے کے متعلق مزید کوئی معلومات بہت کوشش اور ڈھونڈنے کے باوجود حاصل نہ ہو سکی ہے۔

باقی تصانیف:

1۔بیاض(فتاوی کریمیۃ)

2۔فرائد الاحکام شرح فرائض الاسلام مخدوم از مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی۔

3۔فتوی دارالحرب،معلوم ہوتاہے کہ یہ وہی فتوی ہے جس کاآنے والی سطور میں ڈاکٹر نبی بخش بلوچ صاحب نے ذکر کیاہے اور شاید اسی فتوی کی بناء پر آپ نے مکۃ مکرمۃ ہجرت کی اور شاید یہ وہی فتوی ہے جو آپ نے مدینۃ منورۃ شیخ محمد عابد کوارسال کی تھی جس کی شیخ محمد عابد سندھی نے تائید بھی کی تھی۔

ہمعصر:

1۔حافظ مسعود چوٹیاروی۔

2۔ مخدوم محمد بختیار پوری۔

3۔ مخدوم ابراہیم ٹھٹوی۔

4۔ مخدوم محمد عارف سیوستانی۔

5۔ شیخ محمد عابد سندھی(مدنی)، آخری دونوں بزرگوں سے آپ کی خط وکتابت بھی ہوتی۔

6۔مولاناعبدالغنی کڈہر والے۔

7۔ قاضی یار محمد کوٹڑی والے۔

8۔ مخدوم عبدالکریم ٹھٹوی۔

9۔میر حسن علی۔

10۔ قاضی میاں عبدالرحیم۔

11۔میاں محمد صدیق

12۔دلخوش، مشہور فارسی شاعر اور غالب کا معاصر۔

خلاصہ:

ہماری تحقیق سے ثابت ہو گیا کہ سندھ کے علمانے ہر میدان میں اپنالوہامنوایاہے، امید ہے کہ ہماری یہ تحقیق آنے والے محققین کے لئے کافی مددگار اور بنیادی ثابت ہو گی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے اکابرین کی مفقود کتابوں کا پتہ لگائیں جو دنیا میں ضرور کہیں نہ کہیں کسی کونے یالائبریریز میں موجود ہو نگی، اوران کی جدید انداز سے ایڈیٹنگ اور تحقیق کرکے دنیاکے سامنے لائیں۔

حوالہ جات وحواشی

1. دیکھیئے: مؤلف مجہول، تراجم اعیان المدینۃ المنورۃ ص78، تحقیق: ڈ/ محمد التونجی، دارالشروق، جدۃ، ط1، 1984-السندھی، عبدالقیوم، ڈاکٹر: الامام أبوالحسن السندھی الکبیر، پی ایچ ڈی تھیسز، ص285، غیر مطبوع-الحسنی، عبدالحہ، نزھۃالخواطر ص689/6، دارابن حزم، ط1، 1999، بکداش،

سائد،الفقیہ المحدث محمد عابدالسندی ص383-384۔

2. الانصاری،عبدالرحمن،تحفۃ المحبین والاصحاب فی معرفۃ ماللمدنیین من الانساب،ص79۔
3. مولف مجہول،تراجم اعیان المدینہ المنورہ فی القرن الثانی عشر الھجری،ص78،تحقیق:التونجی،محمد،ڈاکٹر،دارالشروق جدہ،ط1،1984۔
4. السندھی،محمد عابد،جزتراجم شیوخ محمد عابدالسندھی،ص16 مخطوط۔
5. مؤلف مجہول،تراجم اعیان المدینہ المنورہ ص80
6. تراجم اعیان المدینہ المنورہ ص81
7. تراجم اعیان المدینہ المنورہ ص54،الزرکلی،خیر الدین بن محمود،الاعلام 311/3،الحسینی،محمد خلیل،سلک الدرر 303/2،دارالبشائر الاسلامیۃ، بیروت1988۔
8. تراجم اعیان المدینہ المنورہ ص19-20،سلک الدرر 66/4-67
9. تراجم اعیان المدینہ المنورہ ص38،سلک الدرر 82/3
10. تراجم اعیان المدینہ المنورہ ص52-53
11. الحسینی،محمد خلیل،سلک الدرر 247/4،الحسنی،عبدالحہ،نزھۃ الخواطر 14/6،دارابن حزم 1999
12. ان کو شیخ ابوالطیب نے حدیث میں اجازت بھی دی تھی،مکمل اجازت دیکھئے:العجلونی،اسماعیل بن محمد،حلیۃ اھل الفضل والکمال باتصال الاسانید بکمل الرجال ص127،دارالفتح،اردن،ط1- 2009
13. تراجم اعیان المدینۃ المنورۃ ص78۔
14. السندھی،عبدالقیوم،ڈاکٹر،الشیخ ابوالحسن الکبیر،پی ایچ ڈی تھیسز،ص287
15. السندھی،عبدالقیوم،ڈاکٹر،فھرس مخطوطات علماءالسند فی مکتبات الحرمین ص68
16. بکداش،سائد،الامام الفقیہ الشیخ محمد عابدالسندی،ص383-384،دارالبشائر الاسلامیۃ بیروت،ط1-1424ھ۔
17. ایضا
18. مثال کے طور پر دیکھئے:سندھی،شیخ محمد عابد،طوالع الانوار شرح الدرالمختار،باب صفۃ الصلاۃ،743/ب وغیرہ۔
19. فھرس مخطوطات علماءالسند فی مکتبات الحرمین ص68-69
20. الانصاری،عبدالرحمن،تحفۃ المحبین والاخوان ص79
21. لکھنوی،معارف العوارف فی انواع العلوم والمعارف(الثقافۃ الاسلامیۃ فی الھند)ص152،ط2-مجمع اللغۃ العربیۃ دمشق 1983۔
22. الانصاری،عبدالرحمن،تحفۃ المحبین والاصحاب،ص79
23. آپؒ کے ترجمہ کیلئے مزید دیکھئے:تراجم اعیان المدیمہ المنورہ ص59-عبدالقیوم سندھی،ڈاکٹر،پی ایچ ڈی تھیسز ص59-60-نزھۃ الخواطر 685/6- سائد بکداش ص385،زرکلی،الاعلام 160/6-تراجم شیوخ محمد عابد ص28/ب،مخطوط-معجم المؤلفین:76/10-علی شیر قانع،تحفۃ الکرام 236/3،قاسمی،غلام مصطفی،مقدمہ بھجۃ النظر ص5-6

24. الانصاری، عبدالرحمن، تحفۃ المحبین والاصحاب فی معرفۃ ماللمدنیین من الانساب، ص287
25. الانصاری، عبدالرحمن، تحفۃ المحبین والاصحاب ص287
26. بکداش، سائد، الشیخ محمد عابد، ص385
27. مثال کے طور پر دیکھیں: شیخ محمد عابد سندھی، طوالع الانوار شرح الدر المختار ص610/أ۔610/ب۔653/ب۔
28. بوبکانی، علامہ جعفر، المتانۃ فی المرمۃ عن الخزانۃ ص59، 163، سندھی ادبی بورڈ، ط1، 1962۔
29. آپؒ کا مزید ترجمہ دیکھیں: وفائی، دین محمد، مولانا: تذکرہ مشاہیر سندھ 1/191-199، سندھی ادبی بورڈ ط1، 1991- سیوستانی، عبدالواحد، مخدوم: رسائل سیوستانی، تحقیق: مخدوم سلیم اللہ صدیقی، ص8-12- الرحیم، مشاہیر نمبر عدد 3-4، سن 1967ع شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدرآباد ص5-9-
30. سیوستانی، عبدالواحد، مخدوم، رسائل سیوستانی ص11، سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد ط1، 2008
31. بوبکانی، جعفر، مخدوم، مقدمۃ المتانۃ فی المرمۃ عن الخزانۃ قاسمی، ص49، سندھی ادبی بورڈ، ط1، 1962ع۔
32. سیوستانی، عبدالواحد، مخدوم: بیاض واحدی، مقدمہ، سندھی ادبی بورڈ حدرآباد 2006
33. پاٹائی، فضل اللہ، مخدوم: فتاوی ص149 مخطوط
34. خاص طور پر قاسمیۃ لائبریری کنڈیارو، مولانا عبدالوہاب چاچڑ لائبریری روہڑی، مکتبۃ فہیمیۃ لاڑکانہ اور سیرت لائبریری شہداد کوٹ۔
35. دیکھیں: الرحیم مشاہیر نمبر عدد 3-4، ص6-7، سن 1967
36. دیکھیں: قاسمی، غلام مصطفی، مقالات قاسمی، ص363۔ ط1، 2000ع
37. آپؒ کے ترجمہ کیلئے مزید دیکھیں: تراجم اعیان المدینۃ المنورۃ ص84،
38. مقدمہ کتاب تراجم اعیان المدینۃ المنورۃ ص7
39. تراجم اعیان المدینۃ ص111
40. تراجم اعیان المدینۃ ص83
41. دیکھیں: فہرس آل البیت 1/26۔ المجمع الملکی لبحوث الحضارۃ الاسلامیۃ، عمان، اردن، ط2۔ سن 1994ع۔
42. فہرس آل البیت 38/76۔ المجمع الملکی لبحوث الحضارۃ الاسلامیۃ، عمان، اردن، ط2۔ سن 1994ع۔
43. تراجم اعیان المدینۃ المنورۃ ص84
44. البغدادی، اسماعیل بن محمد، ھدیۃ العارفین 1/338، وکالۃ المعارف استانبول 1951، اعادۃ طبع، داراحیاء التراث العربی، بیروت۔
45. آپ کے ترجمہ کیلئے مزید دیکھئے: الشوکانی، محمد بن علی، البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع: ج2 ص227، دار المعرفۃ بیروت، رقم 485، اور: الزرکلی، خیر الدین بن محمود، الأعلام: ج6، ص179، دار العلم للملایین ط15، 2002، اللکھنوی، عبدالحہ بن فخر الدین، نزہۃ الخواطر: 7/1096، دار ابن حزم، ط1، 1999۔
46. الشوکانی، محمد بن علی، البدر الطالع: ج2/227
47. البدر الطالع: 2/227، اور: السندی، محمد عابد، تراجم مشائخ محمد عابد: ص69 مخطوط، اسی طرح شیخ سندھیؒ خود اکثر تصانیف میں اپنے نام کے بعد اپنے

والد صاحب کو(الشیخ أحمد علی) کے نام سے یاد کرتے ہیں۔۔

48. اللکھنوی، عبدالحہ بن فخر الدین، نزھۃ الخواطر: 1096/7، اور: البدر الطالع: 227/2۔
49. السندی محمد عابد، تراجم مشائخ محمد عابد: ص69 مخطوط، نزھۃ الخواطر: 1096/7۔
50. السندی، عبدالقیوم بن عبدالغفور، ڈاکٹر، مسند الحجاز ورئیس علماء المدینہ، الإمام محمد عابد السندی الأنصاری،: مجلہ الدراسات الإسلامیۃ، اسلام آباد، شمارہ 36، مارچ 2001، ص16-18۔
51. السندھی، عبدالقیوم، ڈاکٹر، مسند الحجاز ص65، مجلہ الدراسات الإسلامیۃ، اسلام آباد، شمارہ 36، مارچ 2001، ص16-18
52. مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: الترھتی، محمد بن یحیی، الیانع الجنی فی اسانید الشیخ عبدالغنی،، مخطوط ص72، نزھہ الخواطر 489/7 وغیرہ۔
53. صدیقی، سلیم اللہ، مخدوم، خزینۃ المخطوطات 473/1، سندھی ادبی بورڈ، ط1، 2006ع
54. سندھ جی دینی ادب جو کیٹلاگ، مخطوطات علامۃ قاسمیؒ، ص10، انسٹیٹیوٹ آف سندھالاجی، جامشورو 1971ع۔